

رازِ انسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خالق کائنات جلّ و علانے انسان کی تخلیق فرمائی اور اسے اپنی صنعتِ تخلیق کا شاہکار بنایا۔ مخلوق میں انسان کو قابلِ رشک قرار دیا گیا۔ صوفیا کا قول ہے الانسان زبده العالم کہ انسان کائنات کا مکھن ہے۔ کائنات کا خلاصہ ہے اور پھر انسان کو اپنے خالق کیساتھ امتیازی قرب کا واسطہ ہے۔ خالق کائنات نے قرآن مجید اور حدیثِ قدسی میں اپنی متعدد ایسی صفات کا ذکر کیا جن کا تعلق مشابہات سے ہے تو وہاں ایسے اُسماء و الفاظ کا اطلاق فرمایا جن کا اطلاق انسان کے مختلف اعضاء پر کیا جاتا ہے۔ جیسے یَدُ اللّٰهِ ساق اور وَجْہ وغیرہ۔ پھر انسان کو عالمِ صغیر قرار دیا گیا۔ انسان کے علاوہ کائنات کی تمام مخلوقات مجموعی طور پر عالمِ کبیر ہیں۔ یعنی ایک طرف صرف انسان ہو اور دوسری طرف پورا جہان ہو پورا جہان ایک عالم ہے اور فقط انسان ایک عالم ہے۔

مفسرین نے انسان کے تین سو ساٹھ اعضاء بالوں اور دانتوں سے کائنات کی ہر شے کا مقابل انسان کے وجود سے پیش کیا ہے۔ قرآن مجید میں اس نکتہ نظر کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ جہاں ”وَفِی الْاٰفَاقِ“ فرما کے آیاتِ آفاقی میں تدبیرِ فکر کی دعوت دی گئی۔ وہاں یہ بھی ارشاد ہوا:

”وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ“۔ (سورۃ الذاریات آیت ۲۱)

کہ وہ تمہارا محبوب تمہارے اُنفس میں ہے کیا تم دیکھتے نہیں لہذا ایک مقصودِ عظیم کے حصول میں جہاں پوری کائنات کی آیات معاون ہیں وہاں انسان کی اپنی ذات یعنی آیاتِ انفسی ہی انسان کو منزل کی طرف رسائی میں بھی مدد معاون ہے۔

انسان جو خالق کائنات کی ندرتوں کا عظیم مظہر ہے اور جسے اُشرفُ المخلوقات کا شرف حاصل ہے اس کی تخلیق کا مقصود کیا ہے؟ مخلوقات جن پر انسان کو شرف حاصل ہے۔ ان کا ہر ہر فرد عظمت انسان کی گواہی دیتے ہوئے تخلیقِ انسان کا مقصد بھی بیان کر رہا ہے۔ لیکن فی الحقیقت کسی شے کا موجد اور صانع ہی

صحیح طور پر جانتا ہے کہ میری یہ ایجاد اور مصنوع کس غرض کیلئے ہے۔ وہ اپنی ایجاد کی بحیثیت مجموعی غایت کو جانتا ہے اور ہر ایک پُرزے کے کام سے بھی واقف ہے۔ ایک دُنیاوی ایجاد اور مصنوع کی ضمانت اسی بات میں ہے کہ جس مقصد کیلئے ایجاد کی گئی۔ اسی مقصد کیلئے اسے استعمال کیا جائے۔ پھر ہر پُرزے کا جو کام ہے مشین کے اس پُرزے سے وہی کام لیا جائے۔ پھر تیسرے نمبر پر موجد کی طرف سے دی گئی ہدایات کے مطابق مشین کو چلایا جائے۔ ان تینوں امور میں سے کوئی امر بھی پیش نظر نہ رکھا گیا تو مشین اپنی افادیت کھو دے گی۔

اب دیکھئے کہ انسان کا خالق احکم الحاکمین ہے
انسان اس احکم الحاکمین کی بہترین مخلوق ہے۔ یقیناً انسان کی تخلیق کا بھی کوئی مقصود ہے اور وہ مقصود خالق کائنات بہتر جانتا ہے لہذا خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:
”مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“۔ (سورۃ الذاریات آیت ۵۶)
”میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔“
انسان کے خالق نے انسان کی زندگی کا مقصود اپنی عبادت قرار دیا ہے اور پھر انسانی اعضاء کیلئے مختلف احکامات کا قانون بنایا گیا اور اس مشین کی افادیت کے لئے ہدایت نامہ خالق اعلیٰ و اجل کی طرف سے قرآن مجید کی صورت میں آگیا۔

لہذا سفر زندگی طے کرتے ہوئے انسان کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اپنے تمام ظاہری اعضاء اور دل کو پابند احکام رکھتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچنا ہے۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی دل کو مقصد برآری میں نہایت اہم قرار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”انسانی جسم میں ایک مضغہ (لوٹھڑا) ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو تمام جسم صحیح ہو جاتا ہے اور وہ گوشت کا ٹکڑا فاسد ہو تو تمام جسم فاسد ہو جاتا ہے۔ نیز دل کو جسد انسانی میں بادشاہ اور دیگر اعضاء کو رعایا قرار دیا گیا موجد انسان نے دل کو نہایت اہم اور نازک ڈیوٹی سونپی ہے اور یہ بھی کہا گیا ”قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ“ کہ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ لہذا دل وہ لازمی حصہ ہے جو رضاءِ الہی کے حصول کیلئے سب سے زیادہ اہم ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”ان المومن اذا اذنب كانت نكتة سوداء في قلبه ان تاب صقل قلبه و ان زاد زادت حتى نعلو قلبه“ (مشکوٰۃ ص ۲۰۴)

”مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ پیدا ہوتا ہے اگر اس گناہ سے توبہ کرے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے مزید گناہ کرتا جائے تو اس کے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ لہذا دل کی تطہیر اور عدم تطہیر کا حصول مراد اور عدم حصول میں بڑا دخل ہے۔

خالق کائنات نے ہماری زندگی کا مقصود اپنی عبادت بتایا ہے۔ تو عبادت ایک وسیلہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا تک پہنچاتا ہے۔ اصل مراد خالق کائنات کی رضا کا حصول ہے۔ وسیلہ اور ذی الوسیلہ میں سے مقصود وسیلہ نہیں ہوتا بلکہ ذی الوسیلہ مقصود ہوتا ہے۔ جیسے مکان کی چھت پر چڑھنے کیلئے سیڑھی اور سفر کے لئے سواری وسیلہ ہے تو مقصود تو چھت پر چڑھنے اور منزل پر پہنچنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ایسے آیت کریمہ میں ذکر وسیلہ کا ہے اور مراد ذی الوسیلہ یعنی رضا باری تعالیٰ ہے۔

رضا باری تعالیٰ قرب باری تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہے اور قرب کا مقام تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ“۔ (سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

’بے شک تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ تقویٰ والا ہے‘۔

تقویٰ کے پھر تین درجات ہیں:

(۱) تقویٰ لغوی (۲) تقویٰ شرعی (۳) تقویٰ حقیقی

(۱) تقویٰ لغوی:

”هو التوفى من العذاب المخلد بالتبرى عن الشرک“۔ شرک سے نجات حاصل کرنے کے بعد جہنم کے دائمی عذاب سے بچ جانا۔ یہ تقویٰ کی ابتدا ہے تقویٰ کا یہ معنی اور اسلام ایک ہی چیز ہے جو مسلمان ہے اس معنی کے لحاظ سے متقی بھی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

”وَالْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ“ (سورۃ الفتح آیت ۲۶)

اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔

(۲) تقویٰ شرعی:

هو ان يتنزه عن كل ما يؤثم من فعل او ترك حتى الصغائر۔ یہ کہ انسان ہر وہ کام جس کے کرنے سے گناہ ہوتا ہو اسکو چھوڑ دے یہاں تک کہ صغائر سے بھی بچے اور وہ کام جس کے نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہو وہ کام کرے۔ یہ تقویٰ کی وسطی منزل ہے۔ قرآن مجید میں ہے ”وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا“ (سورۃ الاعراف آیت ۹۶) اور اگر اہل قرئی ایمان لے آئیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ شرعی تقویٰ ایمان کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ تقویٰ شرعی اور ایمان ایک چیز ہی نہیں بلکہ یہ دوسرا مقام ہے۔

(۳) تقویٰ حقیقی:

هو ان يتنزه عن كل ما يشغل سره عن الحق و يتبتل اليه بشرا شره۔
”انسان ایسے خیالات سے بھی دل کو پاک رکھے جو یاد خدا تعالیٰ سے غفلت کا سبب بنیں۔“

اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے

لہذا یہ متقی اعلیٰ درجے کا متقی ہے جسے پہلی تمام قوتیں تو حاصل ہیں اب مقام پر فائز ہوا کہ ایک لحظہ بھی اس کا دل یادِ الہی سے غافل نہیں یہ تقویٰ کی معراج ہے۔ قرآن مجید میں ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ“ (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴)
”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے۔“

انسان ان درجات کے حصول سے رضاءِ الہی کے حصول کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے اور تخلیق انسان کی حکمت پوری ہو سکتی ہے۔

وآخر دعوانی عن الحمد لله رب العالمین

محمد اشرف آصف جلالی